شذرات

سطین کے مظلوم انسانوں کی حالتِ زار پر رسالہ "الوعی" میں بہت کچھ لکھتے رہے ہیں
اس خالص انسانی مسئلے کے حل میں تاخیر ہوتی جارہی ہے اتنا ہی مظلوم فلسطینیوں پر مزید
ہتا ہے اور صہیونیوں کو مہلت ملنے سے لڑائی کی تیاری کے لیے مزید موقع ملتا رہتا ہے۔
دُنیا میں یہودیوں کا سب سے بڑا حامی اور مددگار ہے اس نے اپنی سیاسی چالبازیوں
ں کے اتحاد کو توڑ کر فلسطینی کاز کو کاری ضرب لگائی ہے۔ عرب حکومتوں میں مصر
ترقی یافتہ اور جنگی صلاحیت کا مالک ہے۔ افرادی قوت کے لحاظ سے بھی وہ دوسروں سے
یہودیوں کو اگر کوئی خطرہ تھا تو مصر سے تھا۔ ویسے عرب اتحاد تحریک کے بڑے محرک مرحوم
ناصر تھے جنھوں نے عربوں کو متحد کیا اور صہیونیوں کے خلاف مضبوط محاذ قائم کیا۔ لیکن افسوس
جانشین کی نئی پالیسی نے مرحوم ناصر کی پوری انقلابی تحریک پر پانی پھیر دیا۔ اس کا تجربہ
مہاجروں کی آبادی پر یہودیوں کے موجودہ بھرپور حملے سے ہوتا ہے کہ بیچارے فلسطینی
سے دربدر کیے گئے۔ ان پر بے شمار مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ ان میں سے اگر کچھ وطن
کے لیے آواز اٹھاتے ہیں یا اپنے وطن فلسطین میں داخل ہوکر دشمن پر بطور احتجاج علامتی
ہیں تو ان پر پوری طاقت، جدید ہتھیاروں اور ہوائی جہازوں سے حملہ کیا جاتا ہے۔ اب
عرب ملک میں یہ طاقت نہیں ہے جو ان مظلوموں کی کوئی مدد کرسکے۔ سب نے زبانی طور
دی دکھائی لیکن ان میں سے کوئی بھی مظلوموں کی امداد کے لیے عملی طور پر نہ آسکا۔ یہ سب
خلاف کا نتیجہ ہے۔ ایک طرف تو طاقتور دشمن ہے، دنیا کی بڑی طاقتوں کی طرف سے اس کی

مدد کی جارہی ہے ، دوسری طرف عرب حکومتیں آپس میں لڑ رہی ہیں - اب بتائیے کہ فلـ
کو برباد کرنے کے لیے یہودیوں کو اور کون سا موقعہ چاہیے -

یہودیوں کے وعدوں پر کوئی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ قرآن حکیم میں ان کے متعلق ا
گیا ہے کہ وہ وعدہ کر کے توڑتے رہے ہیں ، اس حد تک رسولوں کے ساتھ کیے ہوئے و
انھوں نے پاس نہیں رکھا - اس لیے ان کے علمی سیاسی نظریوں پر کوئی بھروسہ نہیں ہو
میں علمی سیاسی نظریے فلسفے کی پیداوار ہوتے ہیں - یہودیوں نے اپنے فلسفے کو اپنی پیٹھ
پھینک دیا۔ تورات پر عمل کو چھوڑ کر دوسری خرافات کو اپنے سامنے رکھا - شاہ اسماعیل
تالیف "ایضاح الحق الصریح" میں مسلمانوں کے معاشرے کے لیے یہی بات لکھی ہے کہ انھو
وسنت کو چھوڑ کر دوسرے علوم کو لیا ہے ، جیسا یہودیوں نے کیا تھا -

یہودیوں کو جب بابل شہر میں گرفتار کیا گیا تھا تو ان کو دو علم ورثے میں ملے تھے - ا
جو وہاں کے دو ملکی صفات انسانوں ہاروت اور ماروت کا الہامی علم تھا جو کہ اوراد
پر مشتمل تھا - جیسے علامہ بونی کی "شمس المعارف الکبریٰ" اور غوث گوالیاری کی کتاب "جواہر خمسہ"
کتابیں اوراد میں مشہور ہیں ، ان میں لائے ہوئے اوراد شرک وغیرہ سے پاک اور محفوظ
دوسرا علم جو ان کو ورثے میں ملا تھا وہ علم تھا جس کو شیطانوں نے حضرت سلیمان علیہ ا
منسوب کیا تھا - اور یہ مشہور کر رکھا تھا کہ سلیمان علیہ السلام نے اس علم کے ذریعہ ہمیں فرماں
تھا - یہ شیطان کون تھے ؟ کچھ علماء نے ان کو جن بتلایا ہے - یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عالم مثـ
طبقے والی مخلوق جن کو سلیمان علیہ السلام نے تابع بنایا ہو - اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ حضرت
پڑوسی ملکوں افریقہ وغیرہ سے کچھ غیر معمولی قوت والے انسانوں کو اپنے پاس رکھ کر مزدو
لیتے رہے ہوں اور یہودیوں سے مشریفانہ کام لیا ہو - پڑوسی حکام سب سلیمان علیہ السلا
تھے اس لیے یہ مزدور بھاگ نہ سکتے تھے - حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد ا
ثابت ہوا اس لیے یہ مزدور بھی باغی ہو گئے اور منتشر ہو گئے اور لوگوں کو بتلایا کہ حضر
نے اس علم کے بل بوتے پر ان کو فرماں بردار بنایا تھا -

یہ دونوں علم یہودیوں کو ملے - وہ ان دونوں علموں میں سے وہ کچھ سیکھتے تھے جس

اور عورت کے درمیان تفریق اور جدائی ڈالتے تھے۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ نے فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا ضمیر کو مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ اور مَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ کی طرف راجع کیا ہے۔ عام مفسرین ضمیر هَارُوتَ وَمَارُوتَ کی طرف راجع کرتے ہیں، پھر اس کے لیے من گھڑت قصے گھڑتے ہیں۔

اس سے یہودیوں کی شرارت اور بد فطرتی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ان کا حضرت سلیمان علیہ السلام متعلق بھی یہ عقیدہ ہے کہ وہ آخر میں کافر ہوگیا تھا (نعوذ باللہ) ان کو نبی بھی نہیں مانتے۔

یہودی آج بھی پرانی چالیں چل رہے ہیں، پہلے تو مصر کو مراعات دینے پر رضامندی ظاہر کی ی، اس طرح مصر اور شام کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔ یہ اتحاد یہودیوں کے لیے موت کا پیغام تھا۔ ہے جب مسلمانوں کا باہمی افتراق بڑھ گیا تو پھر وہی پہلے کی طرح استغناء کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اسرائیل ؤمت نے اپنے محسن امریکا کو صاف صاف بتادیا ہے کہ وہ سینا اور دوسرے مصری مقبوضہ علاقوں میں ل کی تفتیش جاری رکھے گا۔ دوسری طرف اور مقبوضہ علاقوں میں بڑی تیزی سے یہودی بستیوں کو بنایا کر یہودیوں کو وہاں آباد کیا جارہا ہے۔ اگر فی الواقع یہودیوں کو صلح کی خواہش ہوتی تو اس قسم کے معاندانہ قدامات کبھی ان سے سرزد نہ ہوتے۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے بھی عرب حکومتیں ان کا نوٹس نہ لیں تو بڑی عجیب بات ہوگی۔

سندھ کے ضلع تھرپارکر میں پاکستان سے پہلے کافی اسلامی درسگاہیں قائم تھیں۔ خاص طور پر ڈویژن میں (جو کہ تحصیل عمرکوٹ اور سامارو پر مشتمل ہے) مدارس عربیہ کا جال بچھا ہوا تھا، اب یہاں مدارس ویران پڑے ہیں۔ صرف عالم خاں پلی کا مدرسہ آباد نظر آیا، اسی طرح ایک دو اور مدارس ہوں گے باقی ویرانی نظر آرہی ہے، نہ معلوم ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ حالانکہ یہ دونوں تحصیلیں فصل اور آبادی کے لحاظ سے تھر کی سرسبز تحصیلیں شمار کی جاتی ہیں، لوگوں میں علماء کی عزت و احترام موجود ہے، پھر بھی ہمارے علماء کرام نہ معلوم کیوں دینی تعلیم سے یکسو ہو گئے ہیں!!